Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Embryological Stages of Human Creation: A Qur'anic and Scientific Analysis

تخلیق انسانی کے ایمبریولوجی مراحل ایک قرآنی وسائنسی تجزیہ

Sawaira Taj
M.Phil scholer, Department of Islamic Studies Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan
Associate Professor Dr. Naseem Akhter
Department of Islamic Studies Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan
Corresponding Author Email: khtr_nsm@yahoo.com

Abstrct
The Quran is a book whose scientific aspects have attracted people's attention .Scientific research,logical arguments and modern sciences have shown that nothing in the Quran contradicts scientific realities. The Quran invits human being to reflect,think and observe the univers.It encourage the study of modern science and expermints.According to the quran human life is meaning ful and purposeful. Thus,the quran is not only a religious book but also a source of guidance for knowledge and wisdom. The scientific and modern science references that are found by poundring the quran will not be found in any other book except the Quran.One manifestation of the phenomena of nature is man himself.The Quran has described the stages of human creation in the best possible way,and according to many experts,the progress that is being made in embryology field is possible only because of the quranic references to human creation.

Keywords:
Quran, Science, Embryology, Stages of human creation, Miracle of Quran

چونکہ انسان ہمیشہ سے متجسس رہا ہے کہ اس کے اردگرد کیا ہو رہا ہے یہ کائنات کسے بنی وہ خود کیسے اور کیوں وجود میں آیا اسی تجسس نے انسان کو مجبور کیا کبھی وہ مختلف تہذیبوں کو کھوجتا ہے تو کبھی کھنڈرات کو فطرت کی انہی نیرنگیوں میں اللہ کی تخلیق کا ایک مظہر تخلیق انسانی ہیں قرآن حکیم میں انسانی پیدائش یعنی علم الجنبین کے بارے میں کئی تفصیلات مذکور ہے جو کہ چودہ سو سال سے پڑھی جارہی ہے اور آج کے دور میں یعنی چودہ سو صدیوں بعد سائنس آج جاکے اس کی تصدیق کررہی ہے چنانچہ علم الجنبین کے ماہر ڈاکٹر کیتھ ایل مور اپنے ایک مقالے میں واضح کرتے ہیں کہ یہ بیانات (انسانی نشوونما) سے متعلق محمد ﷺ پر اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔

ماہرین نے انسان کے حیاتیاتی ارتقاء ہو یا کیمیائی مراحل، نامیاتی وجود ہو یا انسانی پیدائش کے ادوار سب پر اپنی مقدور بھر بحث کی ہے اور آج کے جدید سائنسی دور میں اس بات کی ضرورت اور بڑھ گئی ہے کہ اسلامی تناظر میں نوجوان نسل کی اصلاح کی جائے اسی تناظر میں انسانی ایمبریولوجی کے ادوار کا جائزہ لیتے ہے۔

حضور اکرم ﷺ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے اور ان پڑھوں کے درمیان رہتے تھے اس وقت عرب بت پرست تھے، توہم پرست تھے۔ جادوٹونے، تعویزوں اور زائچوں پر یقین رکھتے تھے اور حضور ﷺ کے نئے عقیدوں کے سخت مخالف تھے یہودی بھی اس قدر توہم پرست تھے کہ وہ یہ یقین رکھتے تھے کہ غیر فطری جنسی ملاپ سے ٹیڑھی آنکھوں والا بچہ پیدا ہوتا ہے یہ تھے وہ حالات جن کے دوران تخلیق انسانی کے مراحل کے بارے میں معلومات قرآن میں نازل ہوئی تھی یقینا اس دور کے لوگ ان سائنسی معلومات کو بھلا کس طرح سمجھ سکتے تھے۔

خوردبین کی ایجاد سے پہلے تخلیق انسانی کے بارے میں قدیم نظریات

اسلام سے پہلے اور بہت عرصے بعد تک بھی عام طور پھر یہ یقین کیا جاتا تھا کہ بچے کی پیدائش حیض کے خون سے ہوتی ہے قرآن وحدیث کے علم کی وجہ سے مسلمان علماء ہمیشہ سے اس نظریہ کے مخالف رہے ان کا ایمان یہ تھا کہ قرآن میں ہے کہ بچہ نر اور مادہ کی ملاپ سے بنتا ہے قران میں اس بات کا ذکر یوں آیا ہے

يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى

ترجمہ: اے لوگوں ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے۔

اٹھارویں صدی کے وسط تک قدیم جاہلانہ عقائد میں سے ایک عقیدہ یہ بھی تھا کہ نوزائیدہ بچہ پہلے سے ہی ماں کے بچہ دانی کے اندر چھوٹی سی صورت میں موجود ہوتا ہے اس نظریہ کو (پری فارمیشن) کہتے ہیں۔

قرآن وحدیث کی رو سے مسلمان علماء نے پری فارمیشن کے نظریہ کو کبھی بھی تسلیم نہیں کیا ان کا ایمان تھا کہ قرآن میں لکھا ہے کہ انسان کا جسم نطفہ سے وجود میں آتا ہے اور انسان کے پیدا ہونے کے تمام اول اور آخر مراحل نطفہ کے اندر معین ہوتے ہیں علماء یہ بھی جانتے تھے کی بیالیس ویں دن کے بعد بچہ دانی کے اندر نئے بننے والے بچے کے اعضاء تشکیل پاتے ہیں۔

ایک اور اختلاف جو صدیوں سے چلا آرہا تھا وہ بچہ کی تخلیق میں باپ کا کردار تھا ایک سائنسدان کا نظریہ تھا کہ مرد کے سپرم کے اندر چھوٹا سا بچہ پہلے سے بنا ہوتا ہے جو جنسی ملاپ کے دوران ماں کے پیٹ میں چلا جاتا ہے اور وہاں پرورش پاتا ہے اور اس سائنسدان کا یہ نظریہ بہت مقبول تھا۔ 1

ایک اور نظریہ یہ بھی تھا کہ پیدا ہونے والا بچہ ماں کے پیٹ کے اندر انڈے میں ہوتا ہے اور اس میں باپ کا کوئی خاص کردار نہیں ہوتا۔

جب کہ قرآن نے کئی سو سال یہ تمام باتیں واضح کی تھی ان حقائق سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جوں جوں انسان نئی چیزیں دریافت کر رہا ہے اور نئے حقائق کا پتہ چلاتا جا رہا ہے توں توں اسے محسوس ہوتا ہے کہ یہ حق باتیں تو قرآن میں پہلے سے موجود ہے۔

پروفیسر کتھ ایل مور نے محسوس کیا کہ اس کے تمام جوابات قرآن سے مطابقت رکھتے ہیں اور انہوں نے اعتراف کیا کہ اگر یہی سوالات مجھ سے تیس سال پہلے پوچھے جاتے تو میں ان میں سے آدھے سوالوں کے بھی جواب نہ دے سکتا اور ایسا سائنسی علم کی وجہ سے ہوتا۔

ایمبریولوجی کا پہلا دور

نطفہ:

خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةً 2

ترجمہ: ہم نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا۔

أَلَمْ يكَ نُطْفَةً مِنْ مَنِيٍّ يُمْنَى 3

ترجمہ: کیا وہ اس منی کا قطرہ نہیں تھا جو (ماں کے رحم میں) ٹپکایا جاتا ہے؟

مِنْ نُطْفَة خَلَقَه فَقَدَّره4

ترجمہ: نطفے کی ایک بوند سے اسے پیدا بھی کیا اور پھر اس کو ایک خاص انداز بھی دیا۔

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَة أَمْشَاجٍ نَبْتَليه5

ترجمہ: بے شک ہم نے انسان کو ملے جلے نطفے سے پیدا کیا۔

ثُمَّ جعلْنَاه نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَكِين6

ترجمہ: پھر ہم نے اسے ٹپکی ہوئی بوند کی شکل میں ایک محفوظ جگہ پر رکھا۔

عربی میں نطفہ کا مطلب ہے ایک قطرہ یا سیال یعنی مرد و عورت کا سپرم اور ایگ اور ارد گرد کا سیال مادہ ہے سائنسی نقطہ نظر سے نطفہ سے مراد وہ مائع ہے جو مختلف رطوبتوں کے ملاپ سے بنتا ہے اور یہ رطوبتیں جسم کے مختلف غدود سے آتی ہے جیسے خصیے، سیمینل ویسکلز، پروسٹیٹ گلینڈ، پیشاب کی نالی کے غدود یعنی نطفہ صرف ایک چیز نہیں بلکہ مختلف مائعات کا مجموعہ ہوتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ مرد و عورت کے نطفے میں مرد کا نطفہ غلیظ اور گاڑھا ہوتا ہے جس سے ہڈیاں اور پٹھے بنتے ہیں اور عورت کا نطفہ رقیق اور پتلا ہوتا ہے اس سے گوشت اور خون بنتا ہے۔

قرآن میں نطفے کے لئے نطفہ امشاج کا لفظ استعمال کا لفظ استعمال ہوا ہے نطفہ امشاج کا عربی میں مطلب مکسچر (ملی ہوئی چیزیں) ہیں امشاج جمع کا لفظ ہے اور اس کا واحد مشج ہے اس لفظ کا بنیادی مفہوم یہ ہے کہ کچھ چیزوں کو اس طرح ملا دینا یا مل جانا کہ پھر علیحدہ کرنا ممکن نہ ہوں یعنی نطفہ امشاج کا مطلب عورت اور مرد کے سیلوں یا سیالوں کے ارتقاء کی اولین منزلوں میں مکس (ملاپ ہونا) ہو گا اور موجودہ دور میں سائنس نے اس آیت کے مفہوم کو بہت اچھی طرح واضح کیا ہے کہ مرد کی طرف سے تولیدی خلیہ اور عورت کی طرف سے بیضہ ملتے ہے تو زائی گوٹ وجود میں آتا ہے لیکن ظاہر ہے کہ چودہ سو سال پہلے صحرائے عرب کا ایک بدو تو لفظ امشاج کو اپنی عقل اور سمجھ کے مطابق ہی سمجھا ہو گا۔ گویا قرآن مجید کے اعجاز کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس کے الفاظ کا مفہوم ہر زمانے کے ہر قسم کے انسانوں کے لئے قابل فہم رہا ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان الفاظ کے معانی اور مطالب میں نئی نئی جہتیں بھی دریافت ہوتی رہتی ہے۔

سائنس نے قرآن کریم کی بیان کردہ حقیقت کو تسلیم کر لیا ہے سائنسی نقطہ نگاہ کے مطابق عورت کا انڈہ اور مرد کا سپرم دونوں کے ملاپ کے عمل کے دوران اپنے ارد گرد کے محلول سے نفاست سے علیحدہ اور تقسیم در تقسیم کے عمل سے مکمل بچہ بن جاتا ہے۔

انگریزی میں النطفہ کو زائی گوٹ کہتے ہے یعنی نر اور مادہ خلیوں کے ملاپ سے پیدا ہونے والا ایک خلیہ جس میں مادہ اور نر دونوں کے جنسی مورثی، کروموسومز موجود ہوتے ہیں یعنی نر اور مادہ کے سیلوں کے ملاپ کے بعد بھی زائی گوٹ نطفہ (باریک قطرہ) ہی رہتا ہے لیکن ملاپ کے عمل کی وجہ سے وہ نطفہ المشاج یعنی مخلوط نطفہ بن جاتا ہے۔

قرآن نے ساتویں صدی عیسوی ہی میں تخلیق انسانی کے آغاز کے متعلق تمام قدیم نظریات عمل اختلاط کو اہمیت نہیں دیتے تھے اب صدیوں بعد سائنسدانوں نے قرآنی نظریہ کی حقیقت کو معلوم کیا ہے۔

اور منی یمنی سے مراد وہ سپرم ہے جو تخلیق انسانی کا باعث بنتا ہے اور قرار مکین سے مراد رحم ہے جس کو ایک محفوظ ٹھکانا قرار دیا گیا ہے جس کی دیوار بہت مضبوط ہوتی ہے نطفہ رحم مادر میں پہنچتا ہے اور بیضہ انثی کے ساتھ مل کر رحم کی دیوار کے اندر دفن ہو جاتا ہے جسے بیج زمین کے اندر دفن ہو جاتا ہے۔

پروفیسر کتھ مور کے نزدیک قرار مکین سے مراد ماں کا رحم ہے جو جسم میں مضبوطی سے جما ہوا ہے اور اس سے مراد ماں کے جسم میں ایک نئے وجود کی تشکیل اور نشو و نما کے لئے مثالی صورت حال ہے یہ جملہ اپنی معانی کے لحاظ سے جامع ہے اور تمام معلوم حقائق کا احاطہ کرتا ہے اور جو بعد میں شامل کئے جانے کا امکان ہے کیونکہ قرار بچہ دانی کے متعلق کسی بھی اضافی معلومات کا احاطہ کرنے کے لئے کافی جامع ہے اور مکین بچہ دانی کے جسم سے تعلق کے بارے میں مستقبل کے کسی بھی علم کا احاطہ کر سکتا ہے۔

[7] خُلِقَ مِنْ مَاءٍ دَافِقٍ (6) يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ

ترجمہ: اسے ایک اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔

اصل میں صلب اور ترائب کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں صلب ریڑھ کی ہڈی کو کہتے ہیں یعنی پسلیاں چونکہ عورت اور مرد دونوں کے مادہ تولید انسان کے اس دھڑ سے خارج ہوتے ہیں جو صلب اور سینے کے درمیان واقع ہے اس لئے فرمایا گیا کہ انسان اس پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پیٹھ اور سینے کے درمیان سے نکلتا ہے یہ مادہ اس صورت میں بھی پیدا ہوتا ہے جب کے ہاتھ اور پاؤں کٹ جائے اس لئے یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ یہ انسان کے پورے جسم سے خارج ہوتا ہے در حقیقت جسم کے اعضائے رئیسہ اس کے ماخذ ہے اور وہ سب آدمی کے دھڑ میں واقع ہے دماغ کا الگ ذکر اس لئے نہیں کیا گیا کہ صلب دماغ کا وہ حصہ ہے جس کی بدولت ہی جسم کے ساتھ دماغ کا تعلق قائم ہوتا ہے۔[8]

انسان اچھلنے والے پانی یعنی عورت، مرد کی منی سے پیدا کیا گیا ہے جو مرد کی پیٹھ اور عورت کی چھاتی سے نکلتی ہے عورت کا یہ پانی زرد رنگ کا اور پتلا ہوتا ہے اور دونوں سے بچے کے پیدائش ہوتی ہے ترائب کہتے ہیں ہار کی جگہ کو کندھوں سے لے کر سینے تک کو بھی کہا گیا ہے اور نرخرے سے نیچے کو بھی کہا گیا ہے اور چھاتیوں سے اوپر کے حصے کو بھی کہا گیا ہے اور نیچے کی طرف چار پسلیوں کو بھی کہا گیا ہے اور دونوں چھاتیوں اور دونوں پیروں اور دونوں آنکھوں کے درمیان کو بھی کہا گیا ہے۔[9]

علم الجنبین کی رو سے یہ بات ثابت شدہ حقیقت ہے کہ جنبین کے اندر انثیین یعنی وہ غدود جس سے مادہ منویہ پیدا ہوتا ہے ریڑھ کی ہڈی اور پسلیوں کے درمیان گردوں کے قریب ہوتے ہے جہاں سے بعد میں آہستہ آہستہ فوطوں میں اتر جاتے ہیں اور یہ عمل ولادت سے پہلے، اور بعض اوقات اس کے کچھ بعد ہوتا ہے لیکن پھر بھی ان کے

اعصاب اور رگوں کا منبع ہمیشہ وہی مقام بَیْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ ہی رہتا ہے بلکہ ان کی شریان پیٹھ کے قریب شہ رگ سے نکلتی ہے اور پورے پیٹ کا سفر طے کرتی ہوئی ان کو خون مہیا کرتی ہے اس طرح حقیقت میں انثیین پیٹھ ہی کا جز ہے جو جسم کا زیادہ درجۂ حرارت برداشت نہ کرنے کی وجہ سے فوطوں میں منتقل کر دیئے گئے ہے علاوہ بریں، مادہ منویہ اگرچہ انثیین پیدا کرتے ہیں اور وہ کیسہ منویہ میں جمع ہو جاتا ہے مگر اس کے اخراج کا مرکز تحریک بَیْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ وترائب ہی ہوتا ہے اور دماغ سے اعصابی رو جب اس مرکز کو پہنچتی ہے تب اس مرکز کی تحریک سے کیسۂ منویہ سکڑتا ہے اور اس سے ماء دافق پچکاری کی طرح نکلتا ہے اس لئے علم طب کا بیان ٹھیک ٹھیک علم طب کی جدید تحقیقات کے مطابق ہے۔

تخلیق انسانی کے باقی مراحل:

علقہ، مضعہ، العظام، الحم

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ [10]

ترجمہ: پھر ہم نے اس بوند کو جمے ہوئے خون کی شکل دے دی، پھر اس جمے ہوئے کو ایک لوتھڑا بنا دیا، پھر اس لوتھڑے کو ہڈیوں میں تبدیل کر دیا، پھر ہڈیوں کو گوشت کا لباس پہنایا، پھر اسے ایسی اٹھان دی کہ وہ ایک دوسری ہی مخلوق بن کر کھڑا ہو گیا۔

يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُضْغَةٍ مُخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِنُبَيِّنَ لَكُمْ وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا [11]

ترجمہ: اے لوگو! اگر تمہیں دوبارہ زندہ ہونے کے بارے میں کچھ شک ہے تو ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر ایک جمے ہوئے خون سے پھر ایک گوشت کے لوتھڑے سے جو کبھی پورا بن جاتا ہے اور کبھی نہیں تا کہ ہم تمھارے لئے تمھاری حقیقت کھول کر بیان کر دے اور ہم تمہیں ماؤں کے پیٹ میں جب تک ہیں ایک متعین مدت تک ٹھہرائے رکھتے ہے پھر تمہیں ایک بچے کی صورت میں باہر لاتے ہیں۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا [12]

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر جمے ہوئے خون سے پھر وہ تمہیں بچے کی شکل میں باہر لاتا ہے۔

ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوَّى [13]

ترجمہ: پھر وہ ایک لوتھڑا بنا، پھر اللہ نے اسے بنایا، اور اسے ٹھیک ٹھاک کیا۔

خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ [14]

ترجمہ: اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا ہے۔

علقہ کا معنی عام طور "پھر جما ہوا خون" ہوتا آیا ہے جو کہ غلط ہے لغوی اعتبار سے عربی مادہ علق (ع ل ق) سے معلق، تعلق، متعلق، علاقہ وغیرہ الفاظ تو مشتق ہے لیکن اس لفظ کا جمے ہوئے خون سے کوئی تعلق نہیں دراصل جس زمانے میں یہ تراجم ہوئے ہیں اس زمانے میں مائیکروسکوپ ایجاد نہیں ہوئی تھی لہٰذا علم الجنبین کے بارے میں تمام تر معلومات ظاہری مشاہدے پر تھی اور چونکہ ابتدائی ایام کا حمل گرنے کی صورت میں رحم سے بظاہر خون کے لوتھڑے ہی برآمد ہوتے تھے اس لئے اس سے یہی سمجھا گیا کہ رحم مادر میں انسانی تخلیق کی ابتدائی شکل جمے ہوئے خون کے لوتھڑے کی سی ہوتی ہے آج جب ہم جینیات کے بارے میں جدید سائنسی معلومات کی روشنی میں لفظ عَلَقَةً پر غور کرتے ہیں تو اس کا مفہوم بالکل واضح ہو جاتا ہے جدید سائنسی معلومات کے مطابق جب بیضہ ابتدائی مرحلے میں رحم کی دیوار کے اندر جما ہوا ہوتا ہے جب کہ اگلے مرحلے میں وہ ابھر کر دیوار کے ساتھ جونک کی طرح لٹکنے لگ جاتا ہے اور یہی دراصل علقہ ہے۔

جب یہ تولیدی خلیہ محض ایک ڈھیر سے جونک کی صورت بنتا ہے تو رحم مادر میں موجود دیوار جاں سے چپک کر زندگی کے اثاثے سمیٹنے لگتی ہے ہم عام زندگی میں دیکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص بدستور کسی سے بری طرح چپک جائے یا اس کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ جائے تو ہم کہتے ہیں کہ فلاں شخص جونک ہو گیا ہے۔

پروفیسر کیتھ مور اپنی کتاب دی ڈیویلپینگ اف ہیومن میں لکھتے ہیں کہ علقہ کا مطلب ہے جونک، لٹکی ہوئی چیز یا خون کا جمنا۔

پھر اگلے مرحلے میں یہ علقہ گوشت کے ایک نیم چبائے ہوئے لوتھڑے کی شکل اختیار کرلیتا ہے ڈاکٹر کیتھ ایل مور کے بارے میں ہے کہ انہوں نے اس کی وضاحت کے لئے کچے گوشت کا ایک ٹکڑا لیا اور واقعتاً اسے دانتوں سے چبا کر دکھایا کہ دانتوں کے نشان پڑ جانے سے اس گوشت کے ٹکڑے کی جو شکل بنی ہے بعینہٖ وہی شکل اس مرحلے میں مُضْغَۃ کی ہوتی ہے پھر اس مرحلے کے بعد گوشت کے اس لوتھڑے کے اندر ہڈیوں اور پھر گوشت چڑھانے کے مراحل انجام پاتے ہیں ساتویں ہفتے میں پورے جسم میں ہڈیوں کا ڈھانچہ ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے اس حالت میں انسانی خدوخال ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے ساتویں ہفتے کے آخر میں اور آٹھویں ہفتے کے دوران پٹھے ہڈیوں کے اردگرد پوزیشن سنبھال لیتے ہے الکساء بالحم کے مرحلے کے بعد یعنی آٹھویں ہفتے کے آخر میں ایمبریو فیٹس بن جاتا ہے آٹھویں ہفتے کے بعد بارہویں ہفتے سے پہلے ڈویلپمنٹ (نمو) اور گروتھ (بالیدگی) کا عمل بالیدگی سے جاری رہتا ہے اس دوران خاص اور عام تبدیلیاں رونما ہوتی ہے اور فیٹس کا سائز بڑھ جاتا ہے۔

مندرجہ بالا ایاتوں میں ثُمَّ اور ف کا وقفہ ایک پورے دور کو واضح کرتا ہے۔

ان تمام مراحل کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ

ترجمہ: پھر ہم نے اسے ایک اور ہی تخلیق پر اٹھادیا۔

اس نئ تخلیق کی تفصیل اس حدیث سے واضح ہوتی ہے جس کے راوی عبداللہ ابن مسعود ہے۔

حَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: حَدَّثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ: "إِنَّ خَلْقَ أَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ إِلَيْهِ الْمَلَكُ، فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ: فَيَقُولُ اكْتُبْ رِزْقَهُ وَعَمَلَهُ وَأَجَلَهُ، وَاكْتُبْ شَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ، ثُمَّ يَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ--------15

ترجمہ: تم میں سے ہر ایک کی تخلیق یوں ہوتی ہے کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس یوم تک نطفہ کی صورت میں، اس کے بعد اتنے ہی روز تک علقہ کی صورت میں، اور اس کے بعد اتنے ہی روز گوشت کے لوتھڑے کی صورت میں رہتا ہے بعد ازاں اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے پس وہ اس میں روح پھونکتا ہے

یعنی چالیس دن تک نطفہ، پھر چالیس دن تک علقہ اور اس کے بعد چالیس دن تک مضغہ ایک سو بیس دن (چار ماہ) میں یہ تین مراحل مکمل ہونے کے بعد اللہ ایک فرشتے کو بھیجتا ہے اور وہ عالم ارواح سے اس کی روح کو لا کر اس مادی جسم کے ساتھ ملا دیتا ہے اور یوں ایک نئ مخلوق وجود میں آجاتی ہے یعنی اب تک ایک حیوانی جسم تھا، لیکن اس روح کے پھونکے جانے کے بعد وہ انسان بن گیا البتہ اس حدیث کے مفہوم کو سمجھنے میں بھی لوگوں سے غلطی ہوئی ہے عام طور پر یہی سمجھا گیا ہے کہ ایک سو بیس دن کے بعد اس جسم میں جان ڈال دی جاتی ہے یعنی روح کو "جان" سمجھا گیا ہے گو یہ چار ماہ تک تخلیقی مراحل سے گزرتا ہوا یہ وجود بے جان تھا؟ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ زندگی یا جان اس میں پہلے دن سے ہی موجود تھی حتیٰ کہ باپ کے نطفے کا خلیہ اور ماں کا بیضہ بھی اپنی اپنی جگہ پر زندہ وجود ہے اور ان دونوں کے اختلاف سے وجود میں آنے والا جفتہ بھی بہرحال ایک سو بیس دن کے بعد اس جسد حیوانی میں "روح" پھونکی جاتی ہے جو ایک نورانی چیز ہے اور وہی اسے انسان سے حیوان بناتی ہے اور اسی تبدیلی یا تخلیقی مرحلے کو (نئ تخلیق) سے تعبیر کیا گیا ہے۔

يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ16

ترجمہ: وہ تمہاری تخلیق تمہاری ماؤں کے پیٹ میں اس طرح کرتا ہے کہ تین اندھیروں کے درمیان تم بناوٹ کے ایک مرحلے کے بعد دوسرے مرحلے سے گزرتے ہو۔

ایمبریولوجی کے شعبے میں ہونے والی پیش رفت نے یہ ثابت کیا ہے کہ اندھیرے کے تین پردے یہ ہے۔

پچھلے پیٹ کی دیوار کا اندھیرا

بچہ دانی کی دیوار کا اندھیرا

امینیٹک جھلی کا اندھیرا

العرض یہ تمام تخلیقی مراحل مخصوص وقت پر ایک دوسرے کے بعد ترتیب سے طے ہوتے ہے اور یہ نیا پیدا ہونے والا فرد ایمبریو کی صورت میں یا بعد از فیٹس کی صورت میں نوماہ تک بچہ دانی کے اندر ٹھہرا رہتا ہے تاکہ پیدائش کے بعد کی دنیا میں جس کا ماحول بالکل مختلف ہوتا ہے آنے کی تیاری کی جائے یہ تمام تخلیقی مراحل اس بات کی گواہی ہے کہ یہ تمام کام اس خالق کے ہے جو سب سے زیادہ باخبر ہے اور جو بچہ دانی اور باہر کے دنیا کی ماحول اچھی طرح جانتا ہے۔

حوالہ جات

1۔ قرآن اور تخلیق انسانی (دی ڈیویلپنگ اف ہیومن) مترجم ڈاکٹر میجر ظہیر احمد غنے

2۔ النحل آیت #4

3۔ القیامتہ آیت #37

4۔ عبس آیت #19

5۔ الانسان آیت #02

6۔ المؤمنون آیت #13

7۔ الطارق آیت #07

8۔ تفہیم القرآن

9۔ تفسیر ظلال القرآن

10۔ المؤمنون آیت #13

11۔ الحج آیت #05

12۔ غافر آیت #67

13۔ القیامتہ آیت #38

14۔ العلق آیت #02

15۔ صحیح بخاری، باب القدر، حدیث #124

16۔ الزمر آیت #06